ایمان داری کا انعام

غیاث الدین دھام پوری منصوری
صدر مجلس احرار جامعہ عربیہ ہتھورا ضلع باندہ (یوپی)

خدا بخش کا گھر غریبوں کی ایک بستی میں تھا جو حکومت کے پلاٹ پر بنائی گئی تھی۔ بہت سے بے گھر افراد نے اس خالی پلاٹ پر مکان بنا لیے تھے۔اس بات کو کوئی ۲۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔سب لوگ محنت مزدوری کرتے تھے۔خدا بخش میٹرک پاس تھا اور ایک پرائیوٹ کمپنی میں کلرک تھا۔خدا بخش کے مختصر سے گھر میں ایک بیٹا، ایک بیٹی اور بوڑھے والدین باعث برکت وسعادت تھے۔معمولی تنخواہ ہونے کی وجہ سے گھر کی گزر بسر اور بچوں کے تعلیمی اخراجات پریشانی کا باعث تھے۔مگر خدا بخش پنج وقتہ نمازی اور صابر وشاکر انسان تھا۔ایک دن کیا ہوا کہ چند سرکاری ملازم ہاتھوں میں فائلیں پکڑے ہوئے آئے اور بستی کی پیائش کرنے لگے۔پھر انھوں نے رات کے وقت بستی کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور کہنے لگے کہ "حکومت یہ زمین خالی کرانا چاہتی ہے۔" ہم آپ لوگوں کو بے گھر نہیں کریں گے اس لیے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو متبادل جگہ پر مکان دیے جائیں گے۔دو دو کمروں کے کوارٹر یہاں سے ۵/کلومیٹر کے فاصلہ پر عزت کالونی میں موجود ہیں ایک کوارٹر کی قیمت دو لاکھ روپے ہے لیکن حکومت رعایتاً ایک کوارٹر آپ لوگوں کو صرف ۵۰ ہزار میں دے گی اور اس کے لیے آپ کے پاس تین ماہ کی مہلت ہے، لیکن اتنے روپے ہم کہاں سے دیں گے۔مجمع میں سے بیک وقت کئی آوازیں بلند ہوئیں۔

ہم تو ہرگز مکان خالی نہیں کریں گے۔یہ تو سراسر ظلم ہے، ایک آدمی بولا، الیکشن کے وقت تو ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ بستی غریبوں کے نام الاٹ کردی جائیں گی اس لیے اس جگہ پر اب ہمارا حق ہے۔ہم یہاں چالیس سال سے رہتے آرہے ہیں۔ایک اور آدمی نے کہا، دیکھئے آپ جذباتی نہ ہوں آپ کی پوزیشن دیکھتے ہوئے ہی آپ کو دو لاکھ کا کوارٹر پچاس ہزار روپے میں دیا جارہا ہے۔ورنہ حکومت آپ کو متبادل مکان دیے بغیر بھی نکال سکتی تھی۔ ایک سرکاری کارندے نے کہا۔ سرکاری ملازموں نے بستی کے گھروں کی تفصیل اور ان کے سربراہوں کے نام نوٹ کر لیے ہیں اور انہی تحریری نوٹس بھی جاری کردیے ہیں۔خدا بخش نوٹس لے کر گھر آگیا سب ہی پریشان تھے۔چند دن اور گزر گئے۔کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو خدا بخش نے صدر مملکت اور گورنر کے نام بذریعہ فیکس اپیلیں روانہ کردیں۔بستی کا معاملہ جوں

کا توں برقرار رہا۔ چند دن اور گزر گئے۔ خدا بخش کے پاس رقم کا کوئی بندوبست نہ ہوسکا۔ آخر کرتے کرتے خدا بخش کے سوا بستی کے تمام لوگ مکان خالی کر کے نئی کالونی میں شفٹ ہوگئے۔ پوری بستی میں شاید خدا بخش ہی سب سے غریب تھا اس کے پاس صرف ایک ہفتہ کی مہلت رہ گئی تھی، اس کا مکان بستی کے ایک کونے پر تھا، باقی مکانوں پر ٹھیکیدار نے بلڈوزر پھروا کر دفتروں کی تعمیر کے لیے بنیادیں کھودنے کا کام شروع کر دیا تھا۔ خدا بخش کے گھر میں سخت پریشانی کا عالم تھا، ایک شام وہ

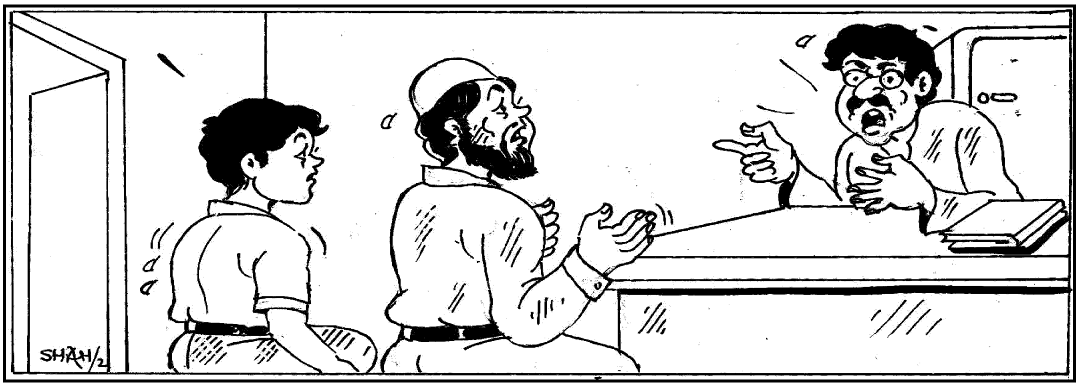

اپنے بیٹے کو لے کر اپنے ایک واقف کار نوشاد بھائی کے پاس گیا اور اسے ساری صورت حال سنائی تو نوشاد بھائی نے کہا کہ بھائی خدا بخش بات یہ ہے کہ پچاس ہزار روپے تو میں اِسی وقت دے سکتا ہوں لیکن ٹھیک دو ماہ بعد مجھے یہ رقم چاہیے۔ اگر تم دو ماہ بعد واپس کرنے کا وعدہ کرسکو تو رقم لے لو۔ نہیں بھائی میں دو مہینہ میں تو واپس نہیں کرسکتا میں جھوٹا وعدہ کر کے رقم نہیں لوں گا۔ خدا بخش نے فوراً کہا۔ پھر تو مجھے افسوس ہے۔ کسی اور سے بات کر کے دیکھ لو۔ ہاں یاد آیا کیوں نہ کاکا چودھری سے بات کی جائے۔ سنا ہے وہ لوگوں کو قرض دیتا ہے اور رقم قسطوں میں واپس لیتا ہے۔ نوشاد بھائی نے کہا۔ ”اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ چلو کاکا چودھری سے بھی بات کی جائے۔“

خدا بخش اور اس کا بیٹا کاکا چودھری کے پاس گئے اور قرض والی بات اس کے سامنے رکھ دی تو کاکا نے خدا بخش سے کہا کہ رقم چاہے جتنی لے لے پچاس ہزار روپے میں تمھیں دے دیتا ہوں لیکن ایک ہزار روپے ماہانہ قسط ادا کرنی ہوں گی اور یہ قسطیں تمھیں ۶ سال تک ادا کرنی ہوگی۔ یعنی منافع کے ساتھ ۷۲ ہزار روپے واپس کرنے ہوں گے اور اسٹامپ پیپر پر یہ لکھ کر دو گے کہ تم نے مجھ سے ۷۲ ہزار روپے اُدھار لیے ہیں جو ہر ماہ ایک ہزار کی قسط میں واپس کرو گے۔

خدا بخش نے کہا کہ ایک ہزار کی قسط تو مجھے منظور ہے اور چھ سال کی بھی کوئی بات نہیں مگر یہ اضافہ تو سراسر سود ہے اور سود کا لین دین اسلام میں جائز نہیں مسلمان تو ایسا کام نہیں کرتے۔ کاکا چودھری نے چلّا کر کہا چلو پھر بھاگو یہاں سے۔ بڑے آئے مومن۔ خدا بخش اور

اس کا بیٹا مایوس ہوکر باہر آگئے۔ مکان خالی کرنے کے اب صرف دو ہی دن باقی رہ گئے تھے۔ ایک بار پھر نوٹس مل چکا تھا کہ وہ جگہ چھوڑ دیں۔ خدا بخش نے گھر والوں سے کہا۔ ''دیکھو یہ جگہ حکومت کی ملکیت ہے اب حکومت کو اس کی ضرورت ہے ہم یہاں زبردستی تو رہ نہیں سکتے میں نے ایک وکیل نے مشورہ کیا ہے اس نے کہا ہے کہ عدالت سے رجوع کرنے میں کوئی برائی نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ عدالت آپ کے حق میں فیصلہ کردے۔'' آخری دن ٹھیکیدار نے ان سے آکر کہا کہ وہ جلد از جلد اپنا سامان نکال لے۔ خدا بخش نے ایک واقف کار سے منت سماجت کی اور اس نے انھیں ایک کمرہ عارضی طور پر دے دیا۔ گھر کا ٹوٹا پھوٹا سامان انھوں نے اس کے گھر لے جانے کے لیے نکالا ہی تھا کہ گھر کے سامنے ایک سائیکل آکر رُکی اس پر سے خدا بخش کا منشی اُترا اور اس نے کہا کہ ''مبارک ہو خدا بخش عدالت نے اِسٹے آرڈر جاری کردیا ہے۔ اب فیصلہ ہونے تک اس مکان کو کوئی نہیں گرا سکتا آپ اپنا سامان اندر واپس لے جائیں۔

ٹھیکیدار بھی آموجود ہوا اس نے کہا۔ ''اِسٹے آرڈر تو پہلی ہی پیشی پر خارج ہوجائے گا حکومت کے خلاف کیس لڑنا کوئی آسان کام نہیں ہے چلو جب خارج ہوگا دیکھا جائے گا فی الحال آپ اپنا سامان اندر رکھیں منشی نے کہا۔ اگلے روز ایک شخص خدا بخش کے گھر آیا اور بولا کہ آپ میرے ساتھ چلیں آپ کو ضلع ناظم نے بلایا ہے'' کس لیے؟ یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ اس آدمی نے کہا۔ خدا بخش ضلع ناظم سے ملا تو انھوں نے کہا کہ آپ کی درخواست پر گورنر صاحب نے مجھے ہدایت کی ہے کہ بیس سال سے آباد لوگوں کو بستی سے بے دخل نہ کیا جائے۔ آپ کے مکان کا میں نے سروے سسٹم کروایا ہے۔ وہ بالکل ایک طرف ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہیں رہیں ہم آپ کے نام وہ جگہ الاٹ کردیں گے اور اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو عزت کالونی میں مفت کوارٹر دیں گے۔ چند روز کے بعد خدا بخش اپنے گھر والوں کے ساتھ عزت کالونی میں باعزت طور پر شفٹ ہوگیا۔

○○

گزارش

روزِ اول سے اردو اکادمی کی کوشش رہی ہے کہ اردو و ادب کی ترویج و اشاعت کے ساتھ ساتھ اردو تعلیم پر خاص توجہ دی جائے۔ خاص طور سے اسکولی سطح پر کام کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

گزارش ہے کہ ہمیں تعلیم سے متعلق اس طرح کے مضامین بھیجیں جن کی اشاعت سے سرپرست اپنے بچوں کو اردو تعلیم کی طرف راغب کرسکیں نیز اردو کو روزی روٹی سے جوڑنے کے امکانات بھی واضح ہوسکیں۔ براہِ کرم مضامین کے لیے دلچسپ پیرائے میں سہل زبان کا استعمال کریں تاکہ بچے اس کا اثر لیں اور انھیں اپنی مادری زبان سے رغبت پیدا ہو۔ ہم آپ کے قلمی تعاون کے منتظر رہیں گے۔ (ادارہ)